Barnebøker for Norge

barneboker.no

وہ دن جب میں   نے شہر کے لیے گھر چھوڑا

Skrevet av: Lesley Koyi, Ursula Nafula
Illustret av: Brian Wambi
Oversatt av: Samrina Sana

Denne fortellingen kommer fra African Storybook (africanstorybook.org) og er videreformidlet av Barnebøker for Norge (barneboker.no), som tilbyr barnebøker på mange språk som snakkes i Norge.

Dette verket er lisensiert under en Creative Commons
Navngivelse 4.0 Internasjonal Lisens.
https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/deed.no

وہ دن جب میں   نے شہر کے لیے گھر چھوڑا

✎ Lesley Koyi, Ursula Nafula
Brian Wambi
Samrina Sana

urdu

nivå 3

میرے گاوں کا چھوٹا سا بس سٹاپ لوگوں اور بھری ہوئی
بسوں میں مصروف تھا۔ زمین پر رکھنے کے لیے اور
بھی سامان موجود تھا۔ کنڈکٹر اُن جگہوں کا نام چلا کر بتا
رہے تھے کہ بسیں کہاں جا رہی ہیں۔

شہر! شہر! مغرب کی جانب! میں نے ایک کنڈکٹر کو چلاتے ہوئے سُنا۔ یہ وہی بس تھی جو میں نے پکڑنی تھی۔

شہر کی بس تقریباً بھر چکی تھی لیکن مزید لوگ اندر جا نے
کے لیے ایک دوسرے کو دھکا دے ر ہے تھے۔
کچھ لوگوں نے اپنا سامان بس کے نیچے رکھا باقیوں
نے اپنا سامان اندر بنے خانوں میں رکھ دیا۔

واپس جا نے والی بس تیزی سے بھر رہی تھی۔ جلد ہی
وہ مشرق کا راستہ اختیار کر لے گی۔ میرے لیے اب
سب سے ضروری کام اپنے چچا کے گھر کو ڈھونڈنا
تھا۔

نو گھنٹوں بعد میں گاوں کے لیے واپس جانے والی
لگائی گئی آوازوں کے شور سے نیند سے بیدار ہوا۔
میں نے اپنا چھوٹا سا بیگ دبوچا اور بس سے باہر چھلانگ
لگا دی۔

نئے مسافروں نے اپنے ٹکٹ ہاتھوں میں دبائے
اور بھری ہوئی بس کا کوئی خالی کونا اپنے لیے
ڈھونڈنے لگے جہاں وہ بیٹھ سکیں۔ عورتوں اور
چھوٹے بچوں نے اُنہیں لمبے سفر کے لیے
سکون پہنچایا۔

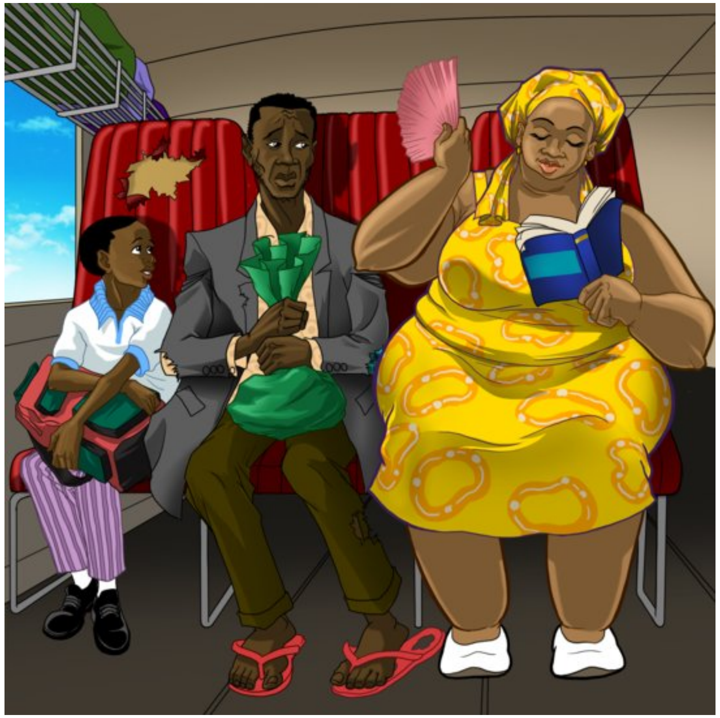

میں آ گے جا کر ایک کھڑکی کے پاس بیٹھا۔ میرے
آ گے بیٹھے آدمی نے سبز رنگ کا ایک پلاسٹک کا تھیلا
اپنے ہاتھوں میں دبا رکھا تھا۔ اُس نے پرا نے جو
تے پہنے تھے، ایک پھٹا ہوا کوٹ اور وہ کافی پریشان
دکھائی دے رہا تھا۔

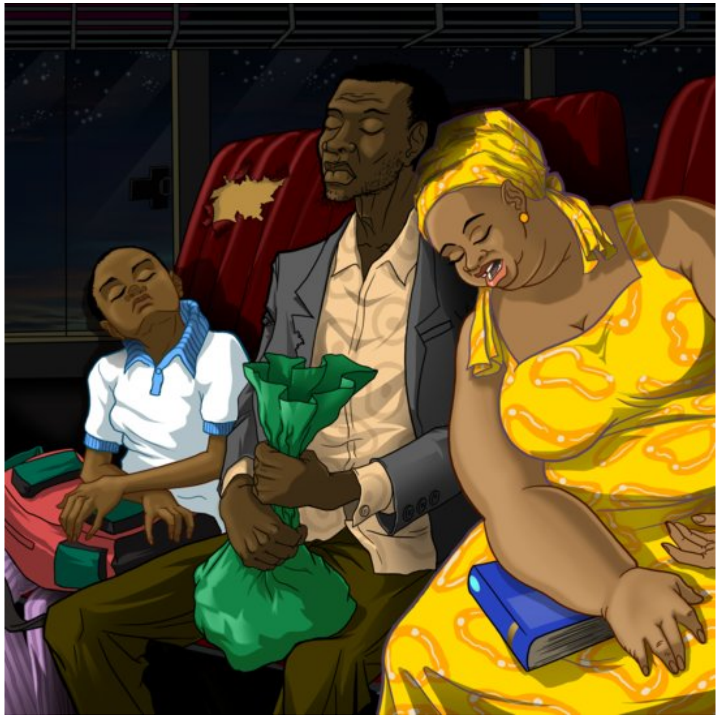

راستے میں، میں نے اُس جگہ کا نام یاد کیا جہاں بڑے
شہر میں میرے چچا رہتے ہیں۔ میں ابھی بھی اُ سے بڑبڑا
رہا تھا جب میری آنکھ لگی۔

میں نے بس سے باہر دیکھا اور مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ میں اپنا گاوں چھوڑ کر جا رہا ہوں، وہ جگہ جہاں میں بڑا ہوا۔ میں ایک بڑے شہر جا رہا تھا۔

لیکن میرا دماغ گھر کی طرف جھکا۔ کیا میری ماں محفوظ ہوگی؟ کیا میرے خرگوش کوئی پیسہ لا سکیں گے؟ کیا میرا بھائی میرے چھوٹے پودوں کو پانی دے گا؟

سامان مکمل ہو چکا تھا اور مسافروں نے اپنی اپنی جگہ لے لی تھی۔ سامان بیچنے والے ابھی بھی دھکا دے کر بس کے اندر اپنا سامان بیچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہر کوئی چلا رہا تھا جو چیز اُس کے پاس بیچنے کے لیے موجود تھی۔ اُن کے الفاظ میرے لیے مزاحیہ تھے۔

سفر کے دوران، بس کے اندر گرمی کی شدت اور بڑھ گئی۔ میں نے نیند کی امید کرتے ہوئے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا۔

چند مسافروں نے مشروب خریدے باقیوں نے
ھا نے والی چیزیں اور اُنہیں چبانا شروع ہو گئے۔ وہ
لوگ جن کے پاس میری طرح پیسہ نہیں تھا صرف
دیکھتے ر ہے۔

جیسے ہی بس، بس سٹاپ سے نکلی میں نے کھڑکی
سے باہر جھانکا، میں نے سوچا کہ کیا کبھی میں دوبارہ
گاوں واپس آپاوں گا۔

یہ سرگرمیاں بس کے مسلسل ہارن کی وجہ سے متاثر ہو رہی تھیں لیکن یہ ایک نشانی بھی تھی کہ ہم جانے کے لیے تیار ہیں۔ کنڈکٹر سامان بیچنے والوں پر بہت زور سے چلایا کہ وہ باہر چلے جائیں۔

سامان بیچنے والے ایک دوسرے کو دھکے دیتے ہوئے بس سے باہر نکلے۔ کچھ نے مسافروں کو بقایا دیا جبکہ باقیوں نے آخری وقت میں اپنی چیزیں بیچنے کی کوشش کی۔